سوال

(182) بینک کے لیے مکان کرایہ پر دینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بینک کے لئے مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نا جائز؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بنک سے منافع کے نام سے جو رقم روپیہ جمع کرنے والوں کو ملتی ہے شرعا اس کے ربا (سود) ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بنک کا سارا معاملہ سود پر ہی چلتا ہے غرض بنک قائم کرنے والے بنک کے ذریعہ سودی کاروبار کرتے ہیں جو شرعا حرام ہے پس بن کے لےلئے مکان کرایہ پر دینا نا جائز ہے لانہ اعانة علی المعصیة وقال اللہ تعالی:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (المائدۃ: 2)

یعنی: یہ گناہ میں امداد پہونچانا ہے اللہ نے فرمایا ہے کہ نیکی کے کام میں مدد و معصیت کے کام میں امداد مت دو۔

قال الموفق بن قدامة فی المغنی 8/133: وَلَا يَجُوزُ لِلرَّجُلِ إجَارَةُ دَارِهِ لِمَنْ يَتَّخِذُهَا كَنِيسَةً، أَوْ بِيعَةً أَوْ يَتَّخِذُهَا لِبَيْعِ الْخَمْرِ، أَوْ الْقِمَارِ وَبِهِ قَالَ الْجَمَاعَةُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: إنْ كَانَ بَيْتُكَ فِي السَّوَادِ، فَلَا بَأْسَ أَنْ تُؤْجِرَهُ لِذَلِكَ وَخَالَفَهُ صَاحِبَاهُ، وَاخْتَلَفَ أَصْحَابُهُ فِي تَأْوِيلِ قَوْلِهِ وَلَنَا أَنَّهُ فِعْلٌ مُحَرَّمٌ، فَلَمْ تَجُزْ الْإِجَارَةُ عَلَيْهِ، كَإِجَارَةِ عَبْدِهِ لِلْفُجُورِ انتہی

علامہ موفق بن قدامہ نے کتاب المغنی میں لکھا ہے کہ: کسی ایسے شخص کو مکان کرایہ پر نہ دینا چاہیئے جو کنیسہ (یہودی عبادت خانہ) بنائے یا اس میں شراب فروخت کرے یا قمار (جوا) بازی کرے ایک جماعت ائمہ کا یہی مذہب ہے البتہ امام حنیفہ نے فرمایا ہے کہ: دیہات میں اگر کسی کا گھر ہو تو کرایہ پر دے س کتا ہے لیکن امام یوسف اور امام محمد نے امام صاحب کی مخالفت کی ہے۔ ہمارا صحیح مسلک یہ ہے کہ اس طرح مکان کا کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے جس طرح غلام کو بدکاری کے لئے اجرت پر نہیں دیا جا سکتا۔

ہاں حنفی مذہب کی رو سے جائز ہے مولوی رشید احمد گنگوہی کی ایک تقریر صاحب بذل الجہو نے بایں الفاظ لکھی ہے: ثم فی ایتا عمر حلتہ الی اخ لہ مشرک بمکة جواز الاحسان الی المشرک والصلة والمنهی عنه انما ہو المودة لا مجرد الاحسان وایضا فیه دلیل الی ماذہب الیه الامام من اجازة المسلم داره فمن یعلم انه یرتکب فیها حراما کمجوسی یتخذ بیت نار او روثنی یتحذه بیت الاصنام الی غیر ذلک وذلک لان ایتائه ذلک لیس بمستلزم تلک المعصیة وانما یتحلل بینهما فعل فاعل مختار بین ان یفعل وان لا یفعل فان عمر حین اعطی الحلة اخاه کان علی یقین من لبسه ایاها غیر انه لما لم یکن مستلزما لبسه ایاها بل جاز ان یکون کسوته ایاها ککسوة النبی صلی اللہ علیه وسلم تلک الحلة عمر فانه لم یترتب علیه لبس عمر ایاها فکذلک کان جائزا ہہنا انتہی

عمر فاروق نے اپنے مشرک بھائی کو کرتہ دیا تھا جس سے مشرک کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

مشرک سے صرف دلی محبت ممنوع ہے نہ کہ مجرد احسان حضرت عمر رضی کا یہ فعل دلیل ہے اس پر جو امام صاحب نے فرمایا ہے کہ مسلمان اپنا مکان کرایہ پر ایسے آدمی کو دے سکتا جو اس مکان میں ارتکاب گنا کرے جیسے مجوسی کو دینا جو آگ کی پرستش کرے یا کسی بت پرست کو دینا جو بت کی پوجا اس گھر میں کرے کیوں کہ کرایہ پر مکان کا دینا اس بات کو مستلزم نہیں کہ ارتکاب معصیت ہی اس میں کرے گا۔ کرے یا نہ کرے جس طرح عمر فاورق نے کرتہ دیا تھا پہننے ہی کا خیال سے مگر یہ مستلزم نہیں ہوگیا لازمی طور پر پہننے ہی کو جس طرح خود آنحضور ﷺ نے عمروفاروق کو ایک حلہ پہننے کے لیے دیا تھا مگر حضرت عمر نے نہیں پہنا۔ پس اس طرح کرایہ پر دیا جاسکتا ہے کیوں کہ کوئی ضروری نہیں کہ اس میں ارتکاب معصیت ہی کیا جائے گا۔

لیکن خود حنفیہ لکھتے ہیں کہ یہ استحسانا ناجائز ہے۔ چنانچہ فخرالاسلام لکھتے ہیں: قول الامام قیاس وقولهما استحسان کذا یستفاد من الکفایۃ وعیون الابصار وغیرهما من کتب الفقا ومن المعلوم ان الاستحسان مقدم علی القیاس ویضا بین اجارۃ الدار لمن یتخذ لبیع الخمر اولقمار والتصرفات للربویۃ وبین ایتا عمر حلتۃ لاخ لہ مشرک بمکۃ فرق عظیم وبون بعید لایخفی علی المتامل فلایصح قیاس الاول علی الاخر

فخرالاسلام بزدوی حنفی کہتے کہ: امام صاحب کا قول قیاس پر مبنی ہے اور صاحبین (امام ابویوسف ومحمد) کا قول استحسان پر۔ اور استحسان قیاس پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ کفایہ اور عیون الابصار وغیرہ کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے۔ عمر فاروق کے فعل اور مکان کے حرام کاروبار کے لئے کرایہ پر دینے میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک کا دوسرے پر قیاس قیاس مع الفارق ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الإجارۃ والشفعۃ

صفحہ نمبر 380

محدث فتویٰ